بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

سماحۃ الشیخ مفتی المملکۃ/عبداللہ بن عبدالعزیز ابن باز رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ و علیٰ آلہ وصحبہ ' اما بعد :

میں نے عقیدہ کی اس مختصر اور جامع کتاب جسے ہمارے برادر علامہ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمن نے تالیف کیا ہے مکمل سنا' میں نے اسے توحید باری تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات' اس کی کتابوں' رسولوں' روز قیامت اور تقدیر کے خیر وشر کی فصول میں اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر مشتمل ایک عمدہ کتابچہ پایا اور مؤلف حفظہ اللہ نے اسے بڑی جانفشانی اور عمدگی سے مرتب کر کے اسے بے حد مفید بنا دیا ہے' اور وہ تمام معلومات جن کی ہر طالب علم اور عام مسلمانوں کو' اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں' کتابوں' رسولوں' روز قیامت اور تقدیر کے خیر وشر پر ایمان لانے سے متعلق ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ان کو ذکر کر دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں ایسے بیش قیمت فوائد واضافے جمع کر دیئے ہیں جو عقائد کی بڑی بڑی کتابوں میں میسر نہیں ہیں۔ اللہ رب العزت انہیں جزائے خیر سے نوازے اور ان کے علم وہدایت میں ترقی فرمائے' یہ کتاب اور ان کی دوسری تالیفات کو فائدہ منداور نفع بخش بنائے!

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں' محترم مؤلف اور دیگر مسلمان بھائیوں کو حق کے ایسے راہنما اور ہدایت یافتہ لوگوں کی صف میں شامل فرمائے جو علی وجہ البصیرت دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیں۔ یقیناً وہ قریب سے سننے والا ہے! (آمین)

وصلی اللہ وسلم علی نبیّنا محمد و آلہ و صحبہ

الفقیر الی اللہ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز' عفی اللہ عنہ

الرئیس العام (جنرل پریذیڈنٹ)

الادارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد

پہلی فصل

ارکان ایمان کے بیان میں

عقیدہ

اللہ تعالیٰ کی ذات' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور روز قیامت اور تقدیر کی اچھائی اور برائی پر ایمان لانا ہے۔

ایمان باللہ کی تفصیل:

☆ ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایسا ایمان رکھتے ہیں کہ صرف وہی پالنے والا' خالق کائنات' بادشاہ اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔

☆ اور ہمارا اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایسا ایمان ہے کہ: صرف وہی معبود برحق ہے اور اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے۔

☆ اور ہمارا اس کے تمام اسماء وصفات میں بھی یہ ایمان ہے کہ: بہتر نام اور بلند وکامل صفات صرف اسی کے لئے خاص ہیں۔

☆ اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ وہ اپنی توحید ربوبیت والوہیت اور توحید اسماء وصفات میں بے مثال ہے۔

1- توحید ربوبیت

فرمان الٰہی ہے:

﴿ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيّاً﴾ [مريم:٦٥]

,, آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے ان سب کا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت میں پختہ رہو' کیا تمہیں اس کا کوئی ہم نام معلوم ہے؟،،۔

2- توحید الوہیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ لَا إِلَـهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَؤُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴾ [البقرة:٢٥٥]

,, اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں' وہ زندہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند' آسمانوں اور زمینوں میں جو

کچھ ہے سب اسی کا ہے' کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس کسی کی سفارش کر سکے، جو کچھ لوگوں کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ سب جانتا ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی کی وسعت نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور اسے ان کی حفاظت و نگرانی گراں نہیں، وہ تو بہت بڑا بلند اور عظمت والا ہے،،۔

3- توحید اسماء

فرمان الٰہی ہے:

﴿ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ [**الحشر: ۲۲-۲۴**]

,, اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں' وہی چھپی اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا' نہایت رحم والا مہربان ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی (حقیقی) بادشاہ (ہر نقص سے) پاک ہے۔ سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا' نگہبان' غالب' زور آور اور بڑائی والا ' اللہ اس شرک سے پاک ہے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ وہ اللہ ہے پیدا کرنے والا' وجود بخشنے والا' صورتیں بنانے والا' اس کیلئے اچھے سے اچھے نام ہیں۔ آسمانوں و زمین کی ہر چیز اس کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے،،۔

4- توحید صفات

☆ ہمارا ایمان ہے کہ: آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ کیلئے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ (49) أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴾ [**شوریٰ: ۴۹-۵۰**]

,, اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے اور جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہے بیٹے دیتا ہے' جسے چاہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے بے اولاد رکھتا ہے' یقیناً وہ جاننے والا اور قدرت والا ہے،،۔

☆ اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ: وہ لا ثانی و بے مثال ہے۔

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (11) لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ [**شوریٰ: ۱۱-۱۲**]

,, اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ بڑا سننے والا' دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں جسے چاہتا ہے فراخ رزق دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے،،۔

☆ ہمارا ایمان ہے اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا رازق ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِی الأَرْضِ إِلاَّ عَلَی اللّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِی كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ [هود:٦]

,, زمین میں کوئی جاندار چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے، اور وہ یہ بھی جانتا ہے جہاں وہ رہتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اور یہ سب کچھ روشن کتاب میں (درج) ہے،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ عالم الغیب ہے۔

﴿ وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَ يَعْلَمُهَا إِلاَّ هُوَ وَيَعْلَمُ مَافِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلاَّ يَعْلَمُهَا وَلاَ حَبَّةٍ فِی ظُلُمَاتِ الأَرْضِ وَلاَ رَطْبٍ وَلاَ يَابِسٍ إِلاَّ فِی كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴾ [الانعام:٥٩]

,, اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور اسے خشک وسمندر کی تمام چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر اس سے واقف ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ اور نہ کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں مگر وہ کتاب روشن میں درج ہے،،۔

☆ اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ: پانچ چیزوں کا علم بھی صرف اسی کو ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِی الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَداً وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ بِأَیِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴾ [لقمان:٣٤]

,, بلاشبہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مریگا، بلاشبہ وہی جاننے والا اور باخبر ہے،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ تعالیٰ جو چاہے، جب چاہے اور جیسے چاہے کلام کرسکتا ہے۔

﴿ وَكَلَّمَ اللّهُ مُوسَی تَكْلِيماً ﴾ [النساء:١٦٤]

,, اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام کیا،،۔

﴿ وَلَمَّا جَاء مُوسَی لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ ﴾ [اعراف:١٤٣]

,, اور جب موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے مقرر کردہ وقت پر (طور) پر آئے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا،،۔

﴿ وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيّاً ﴾ [مریم:٥٢]

,, اور ہم نے ان کو طور کی داہنی جانب سے پکارا اور سرگوشی کرنے کے لیے قریب کیا،،۔

☆ اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ: اللہ کے کلمات کا شمار امر محال ہے۔

﴿ قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَاداً لِّكَلِمَاتِ رَبِّی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّی وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدا ﴾[کھف:١٠٩]

,, اگر میرے پروردگار کی (علم وحکمت کی) باتیں لکھنے کیلئے سارا سمندر روشنائی بن جائے، تو میرے پروردگار کے کلمات ختم ہونے سے پہلے سمندر خشک ہوجائے گا،،۔

﴿ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾ [لقمان:۲۷]

,, اوراگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلم بنائے جائیں اورسمندر کا (پانی) سیاہی ہواس کے بعد سات سمندر (اور) سیاہی بنیں تب بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں' بلاشبہ اللہ غالب حکمت والا ہے،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ کے کلمات خبروں میں سچائی' احکام میں انصاف اور باتوں میں حسن و جمال کے لحاظ سے تمام کلمات سے کامل ترین ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقاً وَعَدْلاً لَّا مُبَدِّلِ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ [انعام:۱۱۵]

,, تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کے اعتبار سے پوری ہیں،،۔

﴿ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّهِ حَدِيثًا ﴾ [نساء:۸۷]

,, اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہو سکتی ہے؟،،۔

☆ اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ: قرآن کریم اللہ کا کلام ہے' واقعی اس نے کلام کیا اور جبرائیل علیہ السلام پر القاء کیا۔ پھر حضرت جبرائیل نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اتارا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ﴾ [النحل:۱۰۲]

,, کہہ دیجئے! اس (قرآن) کو روح القدس نے سچائی کے ساتھ تیرے پروردگار کی طرف نازل کیا ہے،،۔

مزید فرمایا:

﴿ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِين ﴾[شعراء:۱۹۲-۱۹۵]

,, اور بلاشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے' اس کو روح الامین لے کر نازل ہوا ہے (اس نے) تیرے دل پر (القاء کیا) تاکہ تو لوگوں کو ڈرائے اور یہ صاف عربی زبان میں ہے،،۔

☆ اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت بحیثیت اپنی ذات وصفات کے اپنی مخلوق سے بلند ہے۔

اس کے اپنے فرمان کے مطابق:

﴿ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيم ﴾ [بقرة:۲۵۵]

,, وہ بلند و بالا اور عظمت والا ہے،،۔

﴿ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرِ ﴾ [انعام:۱۸]

,,اور وہ اپنے بندوں پر زبردست ہے اور وہ دانا و باخبر ہے،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿ إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِیْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ﴾ [یونس:۳]

,,یقیناً تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا' پھر عرش پر مستوی ہوا۔ وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے،،۔

استویٰ علی العرش کا مفہوم

اللہ تعالیٰ کے عرش پر استواء کا مطلب یہ ہے کہ وہ بذاتہ بلند و بالا ہوا۔ جیسی عظمت و بلندی اس کی شایان شان ہے کائنات میں اس کے سوا اس کی بلندی کی کیفیت سے کوئی واقف نہیں۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ عرش پر ہوتے ہوئے (اپنے علم وقدرت کے اعتبار سے) اپنی مخلوق کے ساتھ ہے۔ ان کے حالات سے واقف' اقوال سنتا' افعال دیکھتا' تمام کائنات کے امور کی تدبیر کرتا ہے' فقیر کو روزی مہیا کرتا اور کمزور کو قوت بخشتا ہے' جسے چاہے بادشاہت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے' جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل وخوار کرتا ہے۔ ہر قسم کی بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔جس کی ذات کی یہ شان ہو وہ واقعتاً اپنی مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے' خواہ وہ اپنی مخلوق سے بالاتر یقیناً عرش پر ہی ہو۔

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ [شوریٰ:۱۱]

,, کائنات کی کوئی چیز اس جیسی نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے،،۔

اہل سنت کی گمراہ فرقوں کے عقائد سے کوئی مماثلت نہیں

ہم جہمیہ کے فرقہ حلولیہ اور اس جیسے دوسرے گمراہ فرقوں کی طرح نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں اپنی مخلوق کے ساتھ ہے۔

ہماری رائے میں ایسا کہنے والا کافر یا گمراہ ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو ناقص وصف سے متصف کیا جو اس کے شایان شان نہیں۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے کہ ہر رات میں ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو وہ آسمان دنیا میں نزول فرما کر کہتا ہے:

(من یدعونی فاستجب لھم من یسئلنی فاعطیه من یستغفرنی فاغفرله) (متفق علیه)

,, کون مجھے پکارتا ہے میں اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشوں' کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے میں اس کو عطا کروں' کون مجھ سے معافی مانگتا ہے میں اس کے گناہوں کو بخش دوں،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے بندوں کے مابین فیصلہ کرنے کے لئے جلوہ افروز ہوں گے۔

باری تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا (21) وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (22) وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ

﴿يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى﴾ [الفجر: ۲۱-۲۳]

,,یقیناً جب زمین کوٹ کوٹ کر پست کردی جائے گی اور تیرا مالک تشریف لائے گا اور فرشتے قطاریں باندھ کر حاضر ہوں گے اور دوزخ سامنے لائی جائے گی اور اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر آج اس کو سمجھ سے کیا فائدہ؟،،

☆ اور ہمارا ایمان کہ:

﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ [البروج:۱۶]

,,وہ (اللہ) جو چاہے کر دیتا ہے،،۔

اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ دو قسموں پر مشتمل ہے:

ا۔ارادہ کونیہ ۲۔ ارادہ شرعیہ

1- ارادہ کونیہ

یہ بہرصورت واقع ہو کر رہتا ہے لیکن یہ لازمی نہیں کہ اس کی مراد اللہ کو پسند بھی ہو۔کتاب اللہ میں یہ ارادہ مشیت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ شَاءَ اللّهُ مَا اقْتَتَلُواْ وَلَـكِنَّ اللّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ [البقرة:۲۵۳]

,,اور اگر اللہ چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے،،۔

اور فرمایا:

﴿وَلاَ يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ(34)﴾

[هود:۳۴]

,,(حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا) اور میں تمہاری خیر خواہی بھی کرنا چاہوں تو میری نصیحت تم کو کچھ فائدہ نہ دے گی جبکہ اللہ کا ارادہ تم کو گمراہ کرنے کا ہو۔وہی تمہارا پروردگار ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے،،۔

2- ارادہ شرعیہ

اس کا وقوع پذیر ہونا ضروری نہیں مگر اس کی مراد اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسند ہوتی ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَاللّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ﴾[نساء:۲۷]

,,اور اللہ تو چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے،،۔

اللہ تعالیٰ کی کونی یا شرعی مراد اس کی حکمت کے تابع ہے پس اللہ تعالیٰ جو کچھ پیدا کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے یا اپنی مخلوق سے شرعاً عبادت کا تقاضا کرتا ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور پنہاں ہوتی ہے اور وہ کام بالکل اس کی حکمت کے مطابق ہوتا ہے خواہ وہ ہماری سمجھ میں آئے یا ہماری عقلیں اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ [التين:۸]

,, کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟،،

﴿) وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّهِ حُكْماً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴾ [المائدہ:۵۰]

,, اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہے؟،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے اور وہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
ارشاد ربانی ہے:

﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّهُ ﴾ [آل عمران: ۳۱]

,, (اے نبی) کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا،،۔

اور فرمایا:

﴿ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ [مائدہ:۵۴]

,, (اگر کوئی مرتد ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے،،۔

اور فرمایا:

﴿ وَاللّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾ [آل عمران:۱۴۶]

,, اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے،،۔

﴿ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾ [الحجرات:۹]

,, اور انصاف کرو بلاشبہ اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے،،۔

﴿ وَأَحْسِنُوَاْ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴾ [البقرۃ:۱۹۵]

,, اور احسان کرو یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ رب العزت نے جو اعمال مشروع قرار دیئے ہیں وہ اس کے ہاں پسندیدہ ہیں اور جن سے روکا ہے وہ اسے ناپسند ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿ إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ﴾ [زمر:۷]

,, اور اگر تم ناشکری کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ تمہارے لئے اسے پسند فرمائے گا،،۔

اور فرمایا: ﴿ وَلَـكِن كَرِهَ اللّهُ انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُواْ مَعَ الْقَاعِدِينَ ﴾ [توبہ:۴۶]

,, اور لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا (حرکت کرنا) ناپسند کیا اور انہیں روک دیا اور (انہیں) کہہ دیا کہ جہاں (ناتواں) بیٹھنے والے ہیں تم بھی ان

کے ساتھ بیٹھے رہو،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ رب العزت ان لوگوں سے خوش ہوتا ہے جو ایمان قبول کر لینے کے بعد اعمال صالحہ کرتے ہیں

ارشاد ہے: ﴿ رَّضِيَ اللَّهُ عَنهُمْ وَرَضُوا عَنهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴾ [البينة:٨]

,, اللہ تعالیٰ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش ہوئے یہ (خوشی) اس کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے،،۔

☆ اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ: اللہ تعالیٰ کفار وغیرہ سے جو غضب الٰہی کے مستحق ہوں ان پر ناراض اور غصے ہوتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ﴾ [الفتح:٦]

,, جو اللہ کے متعلق برا گمان رکھتے ہیں، برائی کا پھیرا انہیں کے اوپر ہے اور اللہ کا ان پر غضب ہوا،،۔

اور فرمایا: ﴿ وَلَـكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْراً فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ [النحل:١٠٦]

,, اور لیکن جس نے دل کھول کر کفر کیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کیلئے عذاب عظیم ہے،،۔

☆ اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ: اللہ رب العزت کا بزرگی واکرام سے متصف چہرہ مبارک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴾ [الرحمن:٢٧]

,, اور تیرے رب کا چہرہ جو عزت اور بزرگی والا ہے باقی رہنے والا ہے،،۔

☆ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے شایان شان دو ہاتھ ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾ [مائدہ:٦٤]

,, بلکہ اس (اللہ) کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے،،۔

مزید فرمایا: ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعاً قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّماوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾[زمر:٦٧]

,, اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا (اور حال تو یہ ہے) کہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اسکے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ اس کی ذات ان کے شرک سے پاک اور بلند تر ہے،،۔

☆ ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کی دو حقیقی آنکھیں ہیں۔

جو کتاب وسنت کے مندرجہ ذیل دلائل سے ثابت ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا ﴾ [هود:٣٧]

,, (اے نوح) ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بناؤ۔،،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(حجابه النور لو كشفه لاحرقت سبحات وجهه ما انتهى اليه بصره من خلقه)(رواه مسلم)

,, اس (اللہ) کا پردہ نور ہے، اگر اسے ہٹا دے تو اس کے چہرہ کی تجلیات حدنگاہ تک اس کی مخلوق کو جلا کر خاکستر کر دیں،،۔

☆ اہلسنت کا اس پر اجماع ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی دو آنکھیں ہیں جس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے جو دجال کے متعلق ہے۔

(انه اعور وان ربكم ليس باعور) **(متفق عليه)**

,, دجال کانا (یعنی ایک آنکھ والا) ہے اور تمہارا رب اس عیب سے پاک ہے،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ [**الانعام:۱۰۳**]

,, نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پاسکتا ہے، وہ نہایت باریک بین، باخبر ہے،،۔

☆ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ: قیامت کے روز ایماندار اپنے پروردگار کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ [**قيامة:۲۲-۲۳**]

,, اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے،،۔

☆ اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ: اللہ رب العزت بوجہ اپنی تمام صفات کمال کے بے مثال ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [**شوریٰ:۱۱**]

,, کائنات کی کوئی چیز اس جیسی نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: وہ اونگھ اور نیند سے مبرا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ [**البقرة:۲۵۵**]

,, اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی،،.......کیونکہ وہ حیات اور قیومیت سے بدرجہ اتم متصف ہے۔

☆ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ: اللہ رب العزت اپنے کمال انصاف کی بناء پر کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اپنی کمال علم ونگرانی کی بنا پر اپنے بندوں کے اعمال سے کبھی بے خبر نہیں ہوتا۔

☆ اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کو اس کے علم اور قدرت کاملہ کے سبب آسمانوں اور زمین کی کوئی بھی چیز عاجز نہیں کرسکتی۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئاً أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُون﴾ [**يس:۸۲**]

,, اس کی تو شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرمادیتا ہے کہ ہوجا، تو وہ ہوجاتی ہے،،

۔نیز اس کی یہ شان بھی ہے کہ اسے اپنی قوت کاملہ کے سبب کبھی تھکاوٹ اور لاچاری لاحق نہیں ہوتی۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوب﴾ [**ق:۳۸**]

,, اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے مابین ہے (سب) چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں ذرا بھی تھکن نہ ہوئی،،۔

لغوب: عاجزی اور تھکن دونوں کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

☆ اور جملہ اسماء وصفات پر ہمارا ایمان ہے جو اللہ رب العزت نے خود اپنی ذات کیلئے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمائے ہیں لیکن ہم دو اہم غلطیوں تمثیل اور تکییف سے قطعا بری ہیں۔

تمثیل : یہ ہے کہ اپنے دل یا زبان سے یہ کہنا کہ اللہ رب العزت کی صفات بھی مخلوق کی صفات کے مانند ہیں۔

تکییف: یہ ہے کہ اپنے دل یا زبان سے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ایسی اور ایسی ہیں۔

صفات الٰہیہ میں اہل سنت کا مذہب:

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: ہر وہ صفت جس کی اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات سے متعلق یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نفی کی ہے۔اس سے منزہ ہے اور وہ نفی ان صفات کمال کو ثابت کرتی ہے جو اس کی ضد ہے' نیز جن صفات سے اللہ اور اس کے رسول نے سکوت اختیار کیا ہم اس میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

اور ہمارے نزدیک اسی راہ کو اختیار کرنا ازبس ضروری اور واجب ہے کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے بذات خود اپنے لئے ثابت فرمایا ہے یا اس کی نفی کی ہے تو یہ اس نے خود اپنے بارے میں خبر دی ہے جو کہ اپنی ذات سے خود زیادہ باخبر ہے اور وہ سچی بات اور عمدہ بیان میں بے مثل ہے اور بندوں کی یہ مجال نہیں کہ اس کے علم کا احاطہ کرسکیں۔

اور جن صفات الٰہیہ کو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کیا یا نفی کی ہو تو وہ بھی اللہ ہی کی جانب سے اخبار ہیں۔کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے متعلق سب سے زیادہ علم والے ہیں' نیز تمام مخلوق سے سب سے زیادہ خیر خواہ' راست گو اور فصیح اللسان تھے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ رب العزت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جب اپنے علم اور صدق وبیان میں کامل ترین ہے تو اس سے انکار یا تردد کیلئے کوئی عذر اور بہانہ نہیں رہ سکتا۔

دوسری فصل

تین گروہوں سے اظہار برائت

گذشتہ فصل میں جن صفات الٰہیہ کا ہم نے تفصیلی یا اجمالی، نفی یا اثبات میں تذکرہ کیا ہے ہم اس ضمن میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کرتے ہیں، نیز اس امت کے علما سلف اور ائمہ عظام کے آثار کو اپنائے ہوئے ہیں۔

اور ہم یہ ضروری وواجب سمجھتے ہیں کہ کتاب وسنت کی نصوص کو ان کے ظاہری مفہوم اور اللہ رب العزت کے شایان شان حقائق پر محمول کیا جائے۔

ہم تین گروہوں کے غلط طرز عمل سے اعلان بیزاری کرتے ہیں:

1- اہل تحریف:

وہ جنہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نصوص میں اللہ اور رسول کی مراد کے خلاف تبدیلی کر کے انہیں اپنی جانب سے غلط معانی پہنانے کی کوشش کی۔

2- اہل تعطیل:

وہ لوگ جنہوں نے ان مدلولات کو معطل قرار دے کر، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کے برخلاف انہیں ناکارہ ثابت کیا۔

3- اہل غلو:

وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان نصوص کو تشبیہ انسانی پر محمول کیا ، یا ان صفات الٰہیہ کے مدلول کی بتکلف کیفیات بیان کیں۔

کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی تعارض نہیں

اور ہمیں یقینی علم ہے کہ جو کچھ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہوا ہے وہ مبنی برحق ہے اور اس میں کسی قسم کا قطعی تعارض واختلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ أَفَلاَ يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفاً كَثِيراً ﴾ [نساء:۸۲]

,,کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کا کلام ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے،،۔

یوں بھی خبروں میں باہمی تعارض واختلاف ہونا ایک حصہ دوسرے حصے کی تکذیب کا باعث ہوتا ہے جبکہ اللہ ورسول سے منقول اخبار میں ایسا قطعاً ناممکن ہے۔

جو شخص کتاب اللہ یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا دونوں میں تعارض یا اختلاف کا مدعی ہو تو یہ اس کی دلی بے راہ روی اور بدنیتی کی علامت ہے۔ اسے چاہیے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہوئے اپنی کج روی سے نجات حاصل کرے اور جو شخص اس وہم کا شکار ہے کہ کتاب

وسنت میں کہیں تعارض ہے تو یہ بات اس کے قلت علم یا اس کے غور وفکر وتدبر میں تقصیر کے باعث ہے۔ایسے شخص کو علمی جستجو کے ساتھ ساتھ مسلسل غور وفکر کرنا چاہیے تاکہ حق اس پر آشکارہ ہو جائے۔اگر سعی مسلسل کے باوجود حق تک رسائی نہ ہو تو اسے کسی اہل علم کے سپرد کر کے اور اپنے توہمات سے رک جائے اور پختہ صاحب علم کی مانند یوں کہے:

﴿ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا ﴾ [آل عمران:۷]

,,کہ ہم ان پر ایمان لے آئے،سب ہمارے رب کی طرف سے ہے،،۔

خوب سمجھ لیجئے! کتاب وسنت کے مابین کوئی اختلاف وتعارض نہیں ہے

واللہ الموفق

تیسری فصل:

فرشتوں پر ایمان

☆ ہمارا اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان ہے کہ:

﴿ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۞ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴾ [الانبیاء:۲٦]

,, باعزت بندے ہیں کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں،،۔

اللہ رب العزت نے انہیں پیدا فرمایا ہے اور وہ ہمہ وقت اس کی عبادت میں مصروف ہیں اور اس کے اطاعت گزار ہیں۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴾ [الانبیاء:۱۹–۲۰]

,,وہ (فرشتے) اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔شب و روز اسکی تسبیح بیان کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے،،۔

اللہ کریم نے ان کو ہماری آنکھوں سے اوجھل کر رکھا ہے' اسی لئے ہم ان کا مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ ہاں! بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کیلئے ظاہر بھی کر دیتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی حقیقی شکل میں دیکھا' ان کے چھ سو پر تھے اور انہوں نے افق کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک دفعہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس ایک کامل بشر کی صورت میں آئے تھے تو حضرت مریم علیہا السلام نے ان سے گفتگو کی اور انہوں نے بھی جوابًا کلام کیا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس ایک ایسے اجنبی شخص کی شکل میں تشریف لائے تھے جس کا لباس انتہائی سفید اور بال انتہائی سیاہ اور اس پر سفر کے آثار بھی دکھائی نہ دیتے تھے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر بیٹھ گئے اور ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ لئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محو گفتگو ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے مخاطب ہوئے۔ (ان کے جانے کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: فرشتوں کو کچھ ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں' وہ انہیں سرانجام دے رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کیلئے جنہیں اللہ چاہے' وحی لے کر نازل ہونے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

اور حضر میکائیل علیہ السلام کہ ذمہ بارش برسانا اور کھیتی اگانا ہے۔

اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ذمہ قیامت کے موقع پر لوگوں کو بیہوش کرنا اور دوبارہ اٹھانے کیلئے صور پھونکنا ہے۔

اور ملک الموت کے ذمہ وقت مرگ روح قبض کرنا ہے۔

اور ملک الجبال کے ذمہ پہاڑوں سے متعلقہ امور ہیں اور ان میں سے ایک کا نام مالک ہے۔ جو دوزخ کے داروغہ ہیں۔

اوران میں سے کچھ فرشتے رحم مادر میں بچوں کے جملہ امور پر مقرر ہیں اور بعض بنی آدم کی حفاظت پر مامور ہیں۔

نیز فرشتوں کا ایک گروہ بنی آدم کے اعمال درج کرنے پر متعین ہے۔ ہر شخص پر دو فرشتے مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْد ﴾ [ق:١٧-١٨]

,,ایک دائیں طرف ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے (انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہیں،،۔

فرشتوں کی ایک جماعت میت سے سوال کرنے پر مقرر ہے، جبکہ میت کو اس کے مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے اس کے ''رب''،''دین'' اور ''نبی'' کے متعلق سوال کرتے (اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ثابت قدم رکھتا ہے۔) جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ يُثَبِّتُ اللّـهُ الَّذِيْنَ آمَنُواْ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِيْ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِيْ الآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّهُ الظَّالِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّهُ مَا يَشَاءُ ﴾ [ابراہیم:٢٧]

,,اور ایمان والوں کو پکی بات (کلمہ توحید) کے ساتھ دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) ہاں! ناانصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے،،۔

اور بعض فرشتے اہل جنت کیلئے خاص ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ سَلاَمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّار ﴾ [الرعد:٢٣-٢٤]

,,جنت کے ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے) تم پر سلامتی ہو (یہ جو تم کو ملا) صبر کا بدلہ ہے۔ سو آخرت کا گھر کیا خوب ہے،،۔

فرشتوں کی جائے عبادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: آسمان میں ''بیت المعمور'' ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور دوسری روایت کے مطابق اس میں نماز ادا کرتے ہیں اور جو فرشتہ ایک مرتبہ اس میں داخل ہو جاتا ہے اس کیلئے دوسری مرتبہ اس میں جانا ممکن نہیں۔ واللہ المعین۔

چوتھی فصل:

کتابوں پر ایمان

☆ ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ رب العزت نے اپنے رسولوں پر کتابیں نازل فرمائیں ہیں جو جہاں والوں کیلئے حجت الٰہی اور عمل کرنے والوں کے لئے روشنی کا مینار ہیں اور حضرات انبیاء ان کتب کے ذریعہ سے لوگوں کو تعلیم حکمت اور تزکیہ نفوس کرتے رہے ہیں۔

☆ اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر رسول علیہ السلام کے ساتھ ایک کتاب بھی نازل فرمائی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ﴾[**الحديد: ٢٥**]

,, بلاشبہ ہم نے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا کہ لوگ عدل پر قائم رہیں،،۔

☆ اور ہم ان میں سب سے زیادہ مندرجہ ذیل چار کتابوں اور دو صحیفوں کے بارے میں علم رکھتے ہیں:

1- تورات

جسے اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا' اور وہ بنی اسرائیل پر نازل کردہ کتب میں سے بہت عظیم کتاب ہے ۔ارشاد ربانی ہے:﴿ إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُواْ لِلَّذِينَ هَادُواْ وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُواْ مِن كِتَابِ اللّهِ وَكَانُواْ عَلَيْهِ شُهَدَاء ﴾ [**المائدہ: ۴۴**]

,, بیشک ہم نے تورات نازل کیا تھا جس میں ہدایت وروشنی ہے۔ یہودیوں میں اسی تورات کے مطابق انبیاء کرام' مشائخ اور علماء فیصلے کرتے تھے کیونکہ انہیں اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے،،۔

2- انجیل

اسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔اور وہ توراۃ کی تصدیق کرنے وتکمیل کرنے والی تھی۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَآتَيْنَاهُ الإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴾[المائدہ:۴۶]

,, اور ہم نے اس کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور روشنی اور وہ اپنے سے پہلے کی کتاب توراۃ کی تصدیق کرتی تھی اور وہ پرہیزگاروں کے لئے سراسر ہدایت ونصیحت تھی،،۔ مزید فرمایا:

﴿ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ﴾ [**آل عمران : ٥٠**]

,, اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تم پر بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں،،۔

3- زبور

جو اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائی۔

4- صحائف

حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (صحیفے) نازل فرمائے۔

5- قرآن حکیم

اس عظیم کتاب کو اللہ تعالیٰ نے خاتم الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا: ارشاد ربانی ہے:

﴿ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ﴾ [البقرة : ١٨٥]

,, جو لوگوں کے لیے باعث ہدایت، اور جس میں ہدایت اور حق اور باطل میں تمیز کی نشانیاں ہیں،،۔ اور فرمایا:

﴿ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِناً عَلَيْهِ ﴾ [المائدہ:۴۸]

,, جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے،،۔

قرآن مقدس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمام کتب سابقہ کو منسوخ کر دیا اور بیہودہ لوگوں کی بیہودگی اور اہل تحریف کی کج روی کا خیال کرتے ہوئے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ [الحجر : ۹]

,, ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا، اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں،،۔

اس لئے کہ یہ قرآن قیامت تک کیلئے تمام کائنات پر حجت بن کر باقی رہے گا اور جہاں تک گذشتہ کتب سماویہ کا تعلق ہے تو ایک خاص وقت تک کیلئے ہوا کرتی تھیں بلکہ دوسری کتاب نازل ہونے سے پہلی کو منسوخ کر دیا جاتا تھا اور اس میں ردوبدل کی صراحت بھی کی جاتی تھی ۔چنانچہ ماسوا قرآن کے کوئی کتاب بھی اس سے محفوظ نہ رہی بلکہ ان میں کمی وبیشی اور تغیر وتبدل سب وقوع پذیر ہو چکا تھا۔قرآن عزیز نے اس کو واضح کیا ہے۔

﴿ مِّنَ الَّذِينَ هَادُواْ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ ﴾ [النساء:۴۶]

,, یہود میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کلمات کو اپنے مقامات سے پلٹ دیتے ہیں،،۔ اور فرمایا:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَـذَا مِنْ عِندِ اللّهِ لِيَشْتَرُواْ بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴾ [البقرة: ۷۹]

,, سو ہلاکت ہے ان لوگوں کیلئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب کو لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس سے تھوڑا (دنیاوی) فائدہ حاصل کریں۔پس ان کے لئے یہ ہاتھوں کا لکھا ہوا بھی باعث ہلاکت اور ان کی کمائی بھی تباہی کا سامان ہے،،۔ نیز فرمایا:

﴿ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى نُوراً وَهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيراً ﴾[الانعام : ۹۱]

,, کہہ دیجئے! وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے جو لوگوں کے لیے روشنی اور ہدایت ہے۔ جسے تم نے ان متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو،،۔ نیز فرمایا:

﴿ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقاً يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (78)مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُواْ عِبَاداً لِّي مِن دُونِ اللّهِ ﴾ [آل عمران :۷۸-۷۹]

,, بلاشبہ ان (اہل کتاب) میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کتاب پڑھتے ہوئے اپنی زبان اس طرح مروڑتے ہیں تاکہ تم اسے کتاب ہی کی عبارت سمجھو حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں، وہ تو دانستہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ کسی انسان کے یہ لائق نہیں کہ اللہ اسے کتاب وحکمت اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ،،۔

﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيراً مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ قَدْ جَاءكُم مِّنَ اللّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلاَمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنِ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَآلُواْ إِنَّ اللّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ .. ﴾ [المائدہ:۱۵-۱۷]

,,اے اہل کتاب یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بہت سی ایسی (باتیں) ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آ چکی ہے۔ جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انہیں جو اس کی رضا کے طلبگار ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ عیسیٰ بن مریم ہی اللہ ہے،،۔

واللہ المستعان

پانچویں فصل:

رسولوں پر ایمان

☆ ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق کی جانب انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔

ان سے متعلق ارشاد ربانی ہے:

﴿ رُّسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّهُ عَزِيزاً حَكِيماً﴾

[النساء: ۱۶۵]

,, یہ سب پیغمبر (نیکوں کو) خوشخبری سنانے والے اور (بدکاروں) کو ڈرانے والے تھے۔ اس لئے بھیجے کہ پیغمبروں کے آجانے کے بعد لوگوں کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ ان میں سے حضرت نوح علیہ السلام اور آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ﴾ [النساء: ۱۶۳]

,, (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی جیسا نوح علیہ السلام اور ان کے بعد دوسرے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی،،۔

اور فرمایا: ﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ [الاحزاب: ۴۰]

,, محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں،،۔

انبیاء کرام بحیثیت مراتب

تمام انبیاء کرام میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں پھر علی الترتیب:

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رتبہ ومقام ہے اور انہی پانچ حضرات کا تذکرہ بطور خاص اس آیت کریمہ منقول ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقاً غَلِيظاً﴾ [الاحزاب: ۷]

,, جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور (خاصکر) تم سے بھی اور نوح' ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) سے پختہ اقرار لیا،،۔

☆ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ان تمام اولوالعزم انبیاء کرام کے مجموعی فضائل کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے جس کی صراحت اس فرمان باری تعالیٰ میں ہے:

﴿ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً وَالَّذِيَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ﴾ [الشوریٰ: ۱۳]

,, اس اللہ نے تمہارے لئے وہ دین مقرر کیا جس پر چلنے کا حکم اس نے نوح کو دیا اور جس کی وحی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی طرف بھیجی اور جس دین کا ہم نے حضرت ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو حکم دیا کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: تمام رسول بشر اور مخلوق ہیں۔ ان میں ربوبیت کی صفات میں کوئی صفت بھی نہ پائی جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام کا قول نقل فرمایا ہے:

﴿وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَآئِنُ اللّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ ﴾ [ھود: ۳۱]

,, میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب دان ہوں اور نہ ہی میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں،،۔

اور خاتم الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ آپ بھی ان سے کہہ دیں:

﴿ قُل لاَّ أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَآئِنُ اللّهِ وَلا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ﴾ [الانعام: ۵۰]

,, کہہ دیجئے! میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں عالم الغیب ہوں اور نہ ہی تمہیں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں،،۔

نیز حکم دیا کہ یہ بھی فرمادیں:

﴿ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرّاً وَلَا رَشَداً (21) قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَداً (22) ﴾ [الجن]

,, کہہ دیجئے! بلاشبہ میں تمہارے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا' کہہ دیجئے! مجھے اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور اس کے سوا مجھے کہیں جائے پناہ نہیں مل سکتی،،۔

انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے معزز بندے اور رسول ہیں

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام انبیاء اللہ کے بندے ہیں جنہیں اللہ نے رسالت سے مشرف فرمایا اور ان کی مدح میں عبدیت کا بلند ترین مقام بیان فرمایا:

چنانچہ پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام کی بابت ارشاد فرمایا:

﴿ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْداً شَكُوراً ﴾ [الاسراء: ۳]

,,اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ سوار کر دیا تھا وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا،،۔

اور ہمارے آخر الزمان پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا:

﴿ تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْراً ﴾ [الفرقان: ١]

,,وہ اللہ بہت بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ وہ تمام جہاں والوں کو ڈرائے،،۔

نیز دیگر انبیاء کرام کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُوْلِى الْأَيْدِىْ وَالْأَبْصَارِ ﴾ [ص: ۴۵]

,,اور ہمارے بندوں ابراہیمؑ اسحٰق اور یعقوب کا ذکر کرو جو صاحب قوت اور صاحب بصارت تھے،،۔

﴿ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّاب﴾ [ص: ١٧]

,,اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو بڑا صاحب قوت تھا بے شک وہ بہت رجوع کرنے والا تھا،،۔

نیز حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ وعلیہا السلام کے متعلق فرمایا:

﴿ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِّبَنِىْ إِسْرَائِيلَ ﴾ [الزخرف: ۵۹]

,,وہ تو ہمارا ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کیلئے اپنی قدرت کا نمونہ قرار دیا،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ساتھ ہی سلسلہ نبوت ختم فرما دیا اور آپ کو تمام انسانوں کیلئے رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّى رَسُولُ اللّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعاً الَّذِى لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لا إِلَـهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِـى وَيُمِيتُ فَآمِنُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِى يُؤْمِنُ بِاللّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ [الاعراف: ١۵٨]

,, کہہ دیجئے! اے لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا (بھیجا) ہوا رسول ہوں جس کیلئے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے ۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ اور اس کے کلام پر (خود ہی) ایمان رکھتا ہے اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت حاصل کرو،،۔

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم) ہی وہ دین اسلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے پسند فرمایا ہے اور اللہ رب العزت کو اس کے سوا کوئی دوسرا مذہب قبول نہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّهِ الإِسْلَامُ﴾ [آل عمران : ١٩]

,,بے شک اسلام ہی اللہ کے نزدیک دین حق ہے،،۔ اور فرمایا:

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْناً ﴾ [المائدہ: ٣]

,, آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کیا،،۔

﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ [آل عمران : ٨٥]

,, اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: اب کوئی مسلمان اسلام کو ترک کر کے کسی اور دین مثلا یہودیت یا عیسائیت وغیرہ کو اپنا دین تصور کرتا ہے تو وہ کافر ہے' اسے توبہ کی تلقین کی جائے گی اگر وہ توبہ کر لے تو بہتر! بصورت دیگر اسے مرتد تصور کرتے ہوئے قتل کر دے جائے گا کیونکہ اس نے قرآن کو جھٹلا دیا ہے۔

کسی ایک پیغمبر کا منکر تمام انبیاء کا منکر ہے

☆ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ: جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تمام انسانیت کی جانب ہونے سے انکار کیا تو اس نے تمام انبیاء کے ساتھ کفر کیا۔حتی کہ وہ اس پیغمبر کا بھی منکر ٹھہرا جس پر ایمان واتباع کا دعوے دار ہے:

ارشاد ربانی ہے: ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴾ [الشعراء:١٠٥]

,, قوم نوح نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی،،۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں حضرت نوح علیہ السلام کے جھٹلانے والوں کو تمام رسولوں کے جھٹلانے والے فرمایا ہے حالانکہ حضرت نوح سے قبل کوئی رسول نہیں بھیجا گیا۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُواْ بَيْنَ اللّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُواْ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلاًأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقّاً وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَاباً مُّهِينا﴾

[النساء:١٥٠–١٥١]

,, بلاشبہ جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے اور بعض پر نہیں اور چاہتے ہیں کہ ایمان وکفر کے درمیان کوئی راہ نکالیں۔یہی لوگ درحقیقت کافر ہیں اور ان کفار کیلئے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے،،۔

مدعی نبوت اور اس کی تصدیق کرنے والا دونوں کافر ہیں

☆ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو کوئی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے تو وہ کافر ہے۔اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور اجماع امت کی تکذیب کی ہے۔

خلفاء راشدین برحق ہیں

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفاء راشدین برحق ہیں جو آپ کے بعد آپ کی امت میں علم، تبلیغ دین اور ایمان داروں میں، ولایت میں آپ کے خلیفہ وجانشین ہیں اور بلاشبہ ان میں افضل ترین اور خلافت کے پہلے حق دار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، پھر بالترتیب حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا منصب ومقام ہے۔

اللہ رب العزت کی شان کے یہ خلاف ہے ...کیونکہ اس کا کوئی کام بھی انتہائی حکمت سے خالی نہیں ہوتا......کہ زمانہ خیر القرون میں خلافت کی زیادہ حق دار شخصیت کے ہوتے ہوئے کسی اور کو مسلمانوں پر خلیفہ مقرر کردے....یہ ناممکن ومحال ہے۔

☆ اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ: خلفاء راشدین کی ترتیب کے لحاظ سے کسی مابعد خلیفہ میں بعض ایسی خصوصیات ہونے کا امکان ہے جس سے وہ اپنے سے افضل پر فائق ہو لیکن اس سے یہ بات قطعی نہیں سمجھی جاسکتی کہ وہ اپنے سے افضل خلیفہ پر مطلقا شرف کا مستحق ہو اس لئے کہ اسباب فضل متعدد الانواع ہیں۔

امت محمدیہ خیر الأمم ہے

☆ اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ: یہ امت (اخیرہ) تمام امتوں سے بہتر اور اللہ کے نزدیک عزت واکرام میں نہایت اعلیٰ درجے پر فائق ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ﴾ [آل عمران:۱۱۰]

,,(تم اے مسلمانو!) بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہو۔ لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو،،۔

☆ اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ: اس امت میں افضل ترین درجہ صحابہ کرام، پھر تابعین عظام، اور پھر تبع تابعین کا ہے۔ علاوہ ازیں اس امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، ان کا کوئی مخالف یا ان کی اہانت کرنے والا انکا کچھ بگاڑ نہ سکے گا۔ تا آنکہ اللہ کا وعدہ آجائے۔ (یعنی قیامت)

صحابہ کے زمانہ میں فتنوں کا ظہور مبنی بر اجتہادی تاویل تھا

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: حضرات صحابہ کرام کے مابین جن فتنوں کا ظہور ہوا وہ اجتہادی تاویل کی بنا پر رونما ہوا تو جن کا اجتہاد درست تھا ان کیلئے دو اجر ہیں اور جن سے اجتہادی غلطی سرزد ہوئی وہ ایک اجر کے مستحق ہیں اور ان کی خطا بھی معاف کردی گئی ہے۔

صحابہ کرام کی ناپسندیدہ باتوں سے اجتناب لازمی ہے

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: صحابہ کرامؓ کی ناپسندیدہ باتوں سے مکمل اجتناب کرنا لازمی ہے بلکہ ان کی شایان شان صرف وہ مدح کی جائے جس کے وہ مستحق ہیں اور ان میں سے کسی کے متعلق بھی دل میں کینہ وحسد قطعاً نہ رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى﴾ [الحديد: ١٠]

,, تم میں سے جس شخص نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ اس کے برابر نہیں جس نے (یہ) بعد میں کیا۔ یہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے اس کے بعد مال خرچ کیا اور شریک جہاد ہوئے اور اللہ نے ہر ایک سے حسن سلوک کا وعدہ کر رکھا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے متعلق بھی ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [الحشر: ١٠]

,, اور جو ان (پہلوں) کے بعد آئے کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جنہوں نے ایمان لانے میں سبقت کی بخش دے اور ہمارے دلوں میں مومنوں کی طرف سے دل میں کوئی کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے رب! تو بڑی شفقت والا مہربان ہے،،۔

واللہ المستعان

چھٹی فصل:

قیامت کے دن پر ایمان

☆ ہمارا آخرت کے دن پر ایمان ہے اور وہی روز قیامت ہے جس کے بعد کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ دوبارہ بندوں کو زندہ اٹھائے گا پھر یا تو ہمیشہ نعمتوں کے گھر جنت میں رہیں گے یا پھر دردناک عذاب کے گھر جہنم میں

☆ اور ہمارا یوم البعث پر بھی ایمان ہے۔ اور جبکہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور میں دوبارہ پھونکیں گے تو اللہ سب مردوں کو پھر سے زندہ فرمالے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاء اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُم قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴾ [زمر:٦٨]

,, اور صور پھونک دیا جائے گا۔ پس آسمان اور زمین والے سب بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ ایک دم کھڑے ہوکر دیکھنے لگ جائیں گے،،۔

تمام لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر ننگے پاؤں' ننگے جسم اور بغیر ختنوں کے رب العالمین کی جانب جارہے ہوں گے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْداً عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴾ [الانبیاء:۱۰۴]

,, جیسے ہم نے پہلی دفعہ پیدا کیا اسی طرح دوبارہ کریں گے' یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے اور اسے ہم ضرور کر کے (ہی) رہیں گے،،۔

اعمال ناموں کی تقسیم

☆ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ: اعمال نامے دائیں ہاتھ میں یا پھر بجانب پشت بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ (7) فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَسِيراً (8) وَيَنقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُوراً (9) وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاء ظَهْرِهِ (10) فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُوراً (11) وَيَصْلَى سَعِيراً ﴾ [الانشقاق]

,, تو جس شخص کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس کا حساب آسان لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں کی جانب خوش ہوکر لوٹے گا اور جس کا اعمال نامہ اس کی پشت کی طرف سے دیا جائے گا تو وہ ہلاکت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا،،۔

مزید فرمایا: ﴿ وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَآئِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَاباً يَلْقَاهُ مَنشُوراً (13) اقْرَأْ كَتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيباً ﴾ [الاسراء:۱۳-۱۴]

,, اور ہم نے ہر آدمی کا نامۂ اعمال اسکی گردن میں لٹکا دیا ہے، اور قیامت کے دن اسکے اعمال کی ایک کتاب نکالیں گے جسے وہ اپنے سامنے کھلی ہوئی پائے گا (اس سے کہا جائے گا کہ) اپنا نامۂ اعمال پڑھو، آج تم خود بحیثیت محاسب اپنے لئے کافی ہو گے،،۔

میزان سے اعمال کا وزن کیا جانا

☆ اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ: قیامت کے دن ترازو سے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور کسی کے ساتھ ذرہ بھر ظلم وزیادتی نہ ہوگی۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَهُ ﴾ [الزلزال:۷-۸]

,, پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا' اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا،،۔

﴿ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُوْلَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴾ [المؤمنون:۱۰۲-۱۰۴]

,, تو جن کے (نیکیوں) کے پلے بھاری ہوگئے تو وہی لوگ نجات پانے والے ہوں گے اور جن کے (نیکیوں) کے بوجھ ہلکے ہوں گے تو یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنا نقصان خود کرلیا۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، ان کے چہروں کو آگ جھلس رہی ہوگی اور وہ وہاں بدشکل بنے ہوئے ہوں گے،،۔

﴿ مَن جَاء بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاء بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ ﴾ [الانعام:۱۶۰]

,, جو شخص قیامت کے دن ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو اسکا دس گنا ملے گا اور جو کوئی ایک برائی لائے گا اس کو اتنی ہی (ایک ہی برائی کی) سزا ملے گی،،۔

رسول اللہ ﷺ کیلئے شفاعت عظمیٰ کا اعزاز

اور ہمارا اس شفاعت عظمیٰ پر بھی ایمان ہے جس کا اعزاز صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے جبکہ لوگ نا قابل برداشت کرب کے عالم میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آخرکار ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے تب آپ بندوں کے مابین فیصلہ کی خاطر اللہ رب العزت سے سفارش فرمائیں گے

☆ اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ: جو مومن گنہگار جہنم میں ہوں گے ان کو نکالنے کے لیے بھی سفارش ہوگی جس کا شرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے انبیاء کرام' مومنین اور فرشتوں کو بھی حاصل ہوگا۔ نیز اللہ رب العزت اہل ایمان کی بعض جماعتوں کو محض اپنے فضل وکرم سے دوزخ سے نکال لے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دوسرا اعزاز...حوض کوثر

☆ اور ہمارا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر پر بھی ایمان ہے،جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید‘ شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہوگا۔اس کی لمبائی‘ چوڑائی‘ ایک ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہوگی اور اس کے آبخورے چمک دمک اور کثرت تعداد میں آسمان کے ستاروں کی مانند ہوں گے۔آپ کی امت کے مومن اس سے نوش جان کریں گے۔جس نے ایک مرتبہ پی لیا پھر کبھی وہ تشنہ لب (پیاسا نہ) نہ ہوگا۔

جہنم کے اوپر پل صراط کا نصب کیا جانا

☆ اور ہمارا جہنم کے اوپر رکھی گئی پل صراط پر بھی ایمان ہے جسے لوگ اپنے حسب اعمال عبور کریں گے ۔اول درجہ کے لوگ برق رفتاری سے پھر حسب مراتب بعض ہوا کی مانند‘ کچھ پرندوں کی طرح اور بعض دوڑتے ہوئے گذر جائیں گے،اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا فرما رہے ہوں گے:

(یا رب سلّم سلّم) ,,اے میرے پروردگار! سلامت رکھ،سلامت رکھ،،۔ (متفق علیہ)

تا آنکہ کچھ لوگوں کے اعمال گزرنے کے لئے ناکافی ہونگے تو وہ پیٹ کے بل رینگتے ہوئے گزریں گے اور پل صراط کے دونوں جانب کنڈیاں لٹکی ہوئی ہوں گی ۔جن لوگوں کے متعلق انہیں پکڑنے کا حکم ہوگا‘ پکڑ لیں گے،کئی تو ان کی خراشوں سے زخمی ہوکر گزر جائیں گے جبکہ کچھ دوسرے جہنم میں گر جائیں گے۔

☆ اور ہمارا ان تمام ہولناک واقعات اور خبروں پر جو روز قیامت رونما ہوں گے ایمان ہے جن کی تفصیلات کتاب وسنت میں وارد ہے۔اللہ تعالیٰ ہماری ان میں اعانت فرمائے۔

☆ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور شرف حاصل ہوگا۔وہ یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں داخلے کے لئے اہل جنت کی سفارش فرمائیں گے۔

جنت ودوزخ دونوں برحق ہیں

☆ ہمارا جنت ودوزخ پر بھی ایمان ہے۔جنت نعمتوں کا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن اور پرہیزگار بندوں کیلئے تیار فرمایا ہے۔اس میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو آنکھ نے کبھی دیکھی نہیں‘ کسی کان نے سنا تک نہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا تصور آیا ہے

ارشادالٰہی ہے: ﴿ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ أُخۡفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعۡيُنٍ جَزَآءَۢ بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ﴾ [السجدة:۱۷]

,, کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے چھپا کر رکھی ہے۔ یہ ان اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے،،۔

اور دوزخ عذاب کا گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور ظالموں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ جس میں ایسے عبرتناک عذاب اور سزائیں ہیں (کہ الامان الحفیظ) جن کے متعلق دل نے سوچا تک نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّآ أَعۡتَدۡنَا لِلظَّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسۡتَغِيثُواْ يُغَاثُواْ بِمَآءٍ كَٱلۡمُهۡلِ يَشۡوِي ٱلۡوُجُوهَ ۚ بِئۡسَ ٱلشَّرَابُ وَسَآءَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴾ [الكهف:۲۹]

,, ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی۔ اگر فریاد چاہیں گے تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے کی جائے گی جو تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہرے کو بھون دے گا۔ بڑا ہی برا پانی ہے اور بڑی بری آرام گاہ (دوزخ) ہے،،۔

اور وہ دونوں اب بھی موجود ہیں۔ ہمیشہ رہیں گی اور کبھی فنا نہ ہوں گی۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَن يُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ وَيَعۡمَلۡ صَٰلِحًا يُدۡخِلۡهُ جَنَّٰتٍ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ قَدۡ أَحۡسَنَ ٱللَّهُ لَهُۥ رِزۡقًا ﴾ [الطلاق:۱۱]

,, اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں، جن میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے ان کا رزق کیا خوب بنایا ہے،،۔

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَعَنَ ٱلۡكَٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمۡ سَعِيرًا ، خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (65) يَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمۡ فِي ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيۡتَنَآ أَطَعۡنَا ٱللَّهَ وَأَطَعۡنَا ٱلرَّسُولَا ﴾ [الاحزاب:۶۴-۶۶]

,, یقیناً اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔ جس دن ان کے چہرے (کباب کی طرح) آگ میں پلٹائے جائیں گے۔ (اس وقت) کہیں گے۔ کاش! ہم اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے،،۔

اہل جنت کون ہیں؟

اور ہم ہر اس شخص کے لیے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں جسے کتاب وسنت نے نامزد کردیا ہو یا اس کے اوصاف ذکر کر کے جنت کی شہادت دی ہو۔ جن کو نامزد کیا ان میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہیں جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے۔ نیز باعتبار اوصاف کے ہر متقی ومومن کیلئے جنت کی شہادت ہے۔

اہل النار کون ہیں؟

اسی طرح ہم ہر اس شخص کے لیے جہنمی ہونے کی گواہی دیتے ہیں جسے کتاب وسنت نے نامزد کردیا ہو۔ یا اس کے اوصاف ذکر کر کے

اسے جہنم کی شہادت دی ہو۔ چنانچہ ابولہب اور عمرو بن لحی اور اسی طرز کے دوسرے لوگ جن کا نام لے کر جہنمی کہا گیا ہے۔ نیز اوصاف کیلئے لحاظ سے ہر کافر مشرک اور منافق کیلئے دوزخ کی شہادت ہے۔

☆ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ: قبر ایک مقام آزمائش ہے جس میں میت سے اس کے رب، دین اور نبی کے متعلق سوالات ہوں گے۔ جہاں:

﴿ يُثَبِّتُ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ ﴾ [ابراهيم:۲۷]

,, اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو پکی بات (کلمہ توحید) پر دنیا کی زندگی میں مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا)،،۔

تو مومن ربی الله (میرا رب اللہ ہے) دینی الاسلام (میرا دین اسلام ہے) نبی محمد (میرے نبی محمد ﷺ ہیں) کہے گا۔

البتہ کافر اور منافق ''لا ادری سمعت الناس یقو لون شیئا فقلته'' مجھے نہیں معلوم جیسے لوگوں کو کہتے سنتا تھا کہہ دیا کرتا تھا۔ سے جواب دے گا۔

قبر میں مومنوں کو نعمتیں نصیب ہونا اور ظالموں و کفار کا عذاب سے دوچار ہونا

☆ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل ایمان کو قبر میں نعمتیں نصیب ہوں گی۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿ أَلَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلآئِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُواْ الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُون ﴾ [النحل: ۳۲]

,,وہ جن کی جانیں فرشتے نکالتے ہیں کہ وہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو اپنے (نیک) اعمال کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ،،۔

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: ظالم اور کافر کیلئے عذاب قبر ہوگا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلآئِكَةُ بَاسِطُواْ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُواْ أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُون ﴾ [الانعام:۹۳]

,, اور کاش آپ ان ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھیں جب یہ موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے کہہ رہے ہوں گے اپنی جانیں نکالو آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی۔ اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور تم اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے،،۔

اس ضمن میں بہت سی آیات علماء کے ہاں معروف ہیں۔ ہر مومن پر لازم ہے کہ وہ غیبی امور سے متعلق جو کچھ بھی کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے اسے بغیر کسی تردد کے تسلیم کرلے اور دنیا کے مشاہدات کو مدنظر رکھ کر ان سے اختلاف نہ کرے کیونکہ امور آخرت کا امور دنیا پر قیاس ناممکن ہے کیونکہ دونوں کے مابین بڑا واضح اور صریح فرق ہے۔

ساتویں فصل:

تقدیر پر ایمان

☆ اور ہمارا تقدیر کی اچھائی اور برائی پر ایمان ہے: اور تقدیر اللہ تعالیٰ کا کائنات سے متعلق وہ پیشگی تخمینہ ہے جس کا اس کی حکمت متقاضی تھی۔

تقدیر کے چار مراتب ہیں:

1- علم

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ازلی اور ابدی علم کے ذریعہ سے تمام وہ کچھ جانتا ہے جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا اور جیسے ہوگا اور اس کا علم حادث نہیں جو بے علمی کے بعد حاصل ہوا ہو۔ اور علم کے بعد نہ اسے سہو ونسیان لاحق ہوتا ہے۔

2- کتابت

☆ ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ قیامت تک رونما ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے لوح محفوظ میں درج کر رکھا ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴾[الحج: ٧٠]

,, کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے اور یہ سب ایک کتاب (لوح محفوظ) میں (لکھا ہوا) ہے۔ بلاشبہ یہ سب اللہ پر آسان ہے،،۔

3- مشیئت

☆ ہمارا ایمان ہے کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت کے عین مطابق ہے کوئی چیز بھی اس کی مشیئت کے بغیر وقوع پذیر نہیں ہوتی۔ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

4- تخلیق

☆ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ رب العزت ہر چیز کا خالق ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ [الزمر: 62 ـ ٦٣.]

,, اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آسمان وزمین کے (خزانوں) کی کنجیاں اس کے پاس ہیں،،۔

ان چاروں مراتب تقدیر میں وہ سب کچھ شامل ہے جو خود اللہ رب العزت کی طرف سے اور جو بندوں کی جانب سے وقوع پذیر ہوتا ہے ۔سو بندوں سے صادر شدہ تمام انواع کے اقوال وافعال یا ان کے ترک کردہ افعال وہ سب اللہ کے علم میں اور تحریر کئے ہوئے ہیں۔ جو اللہ کی مشیئت میں تھے اور اسی نے ان کو پیدا فرمایا: ارشاد ہے:

﴿ لِمَن شَاء مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ وَمَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴾ [التكوير:۲۸-۲۹]

,, (یہ قرآن نصیحت ہے) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے،،۔

﴿ وَلَوْ شَاء اللَّهُ مَا اقْتَتَلُواْ وَلَـكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيد ﴾ [البقرة:۲۵۳]

,, اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے،،۔

﴿ وَلَوْ شَاء اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴾ [الانعام :۱۳۷]

,, اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے تو آپ ان کو اور جو کچھ غلط باتیں بنا رہے ہیں یوں ہی رہنے دیجئے،،۔

﴿ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ [الصافات:۹۶]

,, حالانکہ تم کو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے،،۔

☆ اور لیکن ہمارا اس مشیت الٰہی کے ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو قدرت اور اختیار عطا فرمایا ہے ۔بندہ جو بھی کرتا ہے اس اختیار وقدرت ہی کی بدولت کرتا ہے۔

بندے کے فعل کا اپنے اختیار سے واقع ہونے پر دلائل

دلیل اول

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَأْتُواْ حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ﴾ [البقرة:۲۲۳]

,, اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ،،۔

﴿ وَلَوْ أَرَادُواْ الْخُرُوجَ لأَعَدُّواْ لَهُ عُدَّةً ﴾ [التوبة:۴۶]

,, اور اگر ان کا ارادہ (جہاد کیلئے) نکلنے کا ہوتا تو وہ اس (سفر) کیلئے سامان کی تیاری کر رکھتے،،۔

پہلی آیت میں اتیان (آمد) کو بندے کی مشیت سے ثابت کیا جبکہ دوسری آیت میں اعداد (تیاری) کو بھی بندے کے ارادہ پر منحصر رکھا۔

دلیل دوم

اللہ تعالیٰ نے بندے کو اوامر ونواہی کو مکلّف قرار دیا ہے۔ اگر بندے کو قدرت واختیار ہی نہ ہوتا تو یہ اس پر ایسا بوجھ ہوتا جس کا وہ متحمل نہ ہوتا اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی حکمت ورحمت اور اس کی جانب سے موصولہ اخبار صادقہ کے منافی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا ﴾ [البقرة:٢٨٦]

,, اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا،،۔

دلیل سوم

نیک شخص کی نیکی پر مدح اور برے کی برائی پر مذمت اور ہر دو کے حسب استحقاق جزا وسزا کا وعدہ بھی اس بات کی شہادت ہے کہ بندہ مجبور محض نہیں بلکہ مختار وقادر ہے۔ اگر بندے کا فعل اس کے ارادہ سے خارج از اختیار ہو تو نیک کی مدح عبث اور برے کو سزا سراسر ظلم کے مترادف ہے اور اللہ رب العزت تو عبث کاموں اور ظلم سے مبرا ہے۔

دلیل چہارم

اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کا سلسلہ جاری فرمایا۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ رُّسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾ [النساء:١٦٥]

,, ہم نے یہ سب پیغمبروں کو خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا تا کہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے کوئی عذر کرنے کا موقع نہ ملے،،۔

اگر بندے کا فعل اس کے اختیار اور ارادہ میں نہ ہوتا تو پیغمبر بھیجنے سے اس کی حجت ختم نہ ہوتی۔

دلیل پنجم

ہر کام کرنے والا انسان کام کرتے یا ترک کرتے وقت خود کو ہر طرح کی مجبوری یا بے بس سے آزاد محسوس کرتا ہے سو وہ اپنے ارادے سے اٹھتا بیٹھتا، آتا جاتا اور سفر واقامت کو اختیار کرتا ہے۔ اسے اس کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس پر کوئی جبر کر رہا ہے۔ بلکہ جو کام اپنے اختیار سے یا کسی کے جبر سے سرانجام دیتا ہے اس میں واضح فرق کر سکتا ہے۔ بعینہ شریعت نے بھی ہر قسم کے افعال میں باعتبار احکام کے فرق رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ حقوق اللہ کے بارہ میں جہاں انسان بے بس ہوگا اس پر کوئی سرزنش نہ ہوگی۔

بدعمل کا تقدیر سے حجت پکڑنا ناحق ہے

☆ ہمارا عقیدہ ہے کہ: عاصی اور خطا کار اپنی نافرمانی پر تقدیر سے حجت پکڑنے کو کوئی حق نہیں رکھتا کیونکہ وہ معصیت کرتے وقت خود مختار ہوتا ہے اور تقدیر الٰہی کے متعلق خبر نہیں کہ اللہ نے اس کیلئے یہی مقدر کر رکھا ہے کیونکہ تقدیر الٰہی کو اس وقت تک کوئی بھی معلوم نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ کسی امر میں وقوع پذیر نہ ہو جائے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَداً ﴾ [لقمان:٣٤]

,, کسی کومعلوم نہیں کل وہ کیا کرے گا،،۔

توجب کوئی شخص بوقت اقدام ایک دلیل سے واقف ہی نہیں تو عذر کے وقت اسے بطور دلیل کیونکر پیش کرسکتا ہے اوراللہ تعالیٰ نے اس ناحق دلیل کو باطل قرار دیا ہے۔

ارشادربانی ہے: ﴿ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُواْ لَوْ شَاء اللّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلاَ آبَاؤُنَا وَلاَ حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم حَتَّى ذَاقُواْ بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِن تَتَّبِعُونَ إِلاَّ الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إَلاَّ تَخْرُصُونَ) ﴾ [الانعام:148]

,, قریب ہے مشرک یہ کہیں گے اگراللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا' اور نہ ہم کسی چیز کوحرام کرتے' اسی طرح جولوگ ان سے پہلے ہوچکے ہیں انہوں نے بھی تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا۔ کہہ دیجئے! تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اسے ہمارے روبرو ظاہر کرو' تم محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو،،۔

مرتکب گناہ کا تقدیر سے سہارا لینا

ہم تقدیر کا سہارا لے کر گناہ کا ارتکاب کرنے والے سے کہیں گے:

یہ تصور کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تقدیر میں اطاعت وبھلائی لکھ رکھی ہے تو آپ اقدام اطاعت کیوں نہیں کرتے' اطاعت ونافرمانی میں اس حیثیت سے تو کوئی فرق نہیں بلکہ ارتکاب فعل سے قبل لاعلمی میں تو آپ کیلئے دونوں مساوی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ اطلاع دی تھی کہ تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانہ جنت ودوزخ میں مقرر کردیا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ کیا ہم عمل ترک کرکے اسی تقدیر پر ہی بھروسہ نہ کرلیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لا اعملوا فکل میسر لما خلق له) (بخاری ومسلم)

,, نہیں! عمل کرتے رہو جس ٹھکانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اسے اس کے عمل کی توفیق میسر آجاتی ہے،،۔

ہم تقدیر کو عذر بنا کر گناہ کرنے والے سے مزید کہیں گے:

اگر آپ نے مکہ کے سفر کا قصد کیا ہو اور اس کے دو راستے ہوں اور آپ کو کوئی واقف حال اور بااعتماد شخص بتائے کہ ایک راستہ تو پرخطر اور دشوار گزار ہے اور دوسرا پرامن اور آسان ہے تو بلاشبہ آپ دوسرا ہی اختیار کریں گے اور یہ ناممکن ہے کہ آپ پرخطر راستہ کو اختیار کریں اور کہیں کہ میری تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔ آپ نے اگر ایسا کیا تو لوگ آپ کا شمار دیوانوں میں کریں گے۔

علاوہ ازیں ہم اس سے یہ بھی کہیں گے:

اگر آپ کو دو ملازمتیں پیش کی جائیں جن میں سے ایک کا مشاہرہ زیادہ ہو تو آپ بلاشک کم تنخواہ کی بجائے زیادہ تنخواہ والی ملازمت کو اپنائیں گے تو پھر تقدیر کو بہانہ بنا کر عمل آخرت سے متعلق کم اجرت کو کیوں اختیار کرتے ہو؟

ہم اس سے مزید کہیں گے:

جب کبھی آپ کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو علاج کی خاطر ہر ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور اس کی مجوزہ کڑوی دوا پینے کے ساتھ آپریشن کی تکلیف بھی بڑے صبر سے برداشت کرتے ہیں لیکن آپ کے دل پر مرض معصیت کا حملہ ہوتا ہے تو تب ایسا کیوں نہیں کرتے۔

بتقاضائے ادب شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جاتی

☆ اور ہمارا ایمان ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے کمال حکمت و رحمت کی بنا پر شر کی نسبت اس کی طرف نہیں کی جاتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(والشر لیس الیک) (رواہ مسلم)

,, اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں،،۔

بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کے فیصلہ میں شر کا پہلو نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ سراسر اس کی رحمت و حکمت سے صادر ہوتے ہیں لیکن بسا اوقات اس کے عواقب و مقتضیات میں شر ہوتا ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جو دعائے قنوت سکھائی تھی اس میں یہ منقول ہے:

(وقنی شر ما قضیت)۔ ,, مجھے اس چیز کے شر سے بچا جس کا تو نے فیصلہ کیا،،۔ (ترمذی و ابوداؤد)

اس جملہ میں شر کی نسبت فیصلہ کے نتیجہ کی جانب ہے۔ نیز نتائج و عواقب میں بھی بالکل شر نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک طرح سے اگر شر ہوتا ہے تو دوسرے لحاظ سے وہ خیر ہوتا ہے یعنی اگر ایک مقام پر وہ شر نظر آتا ہے تو دوسرے مقام پر وہی خیر و برکت کا مظہر ہوتا ہے مثلاً قحط سالی' بیماری' معاشی بدحالی اور خوف و خطر سب ایک طرح سے تو زمین میں فساد ہیں لیکن دوسرے پہلو سے خیر و برکت کا باعث بھی ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴾ [الروم: ۴۱]

,, خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کی باعث فساد پھیل گیا تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کی سزا (دنیا میں بھی) چکھائے (بہت ممکن ہے وہ باز آ ئیں،،۔

چور کا ہاتھ کاٹنا اور شادی شدہ بدکار کیلئے رجم کی سزا' باعتبار چور و بدکار کے لئے تو شر ہے۔ اس لئے کہ اول الذکر کو ہاتھ اور موخر الذکر کو جان سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ مگر ایک دوسرے پہلو سے ان کے لئے خیر ہے کہ ان گناہوں کے کفارہ کا سبب ہے۔ سو اللہ رب العزت ان کیلئے دنیا و آخرت کی سزا کو جمع نہیں فرمائیں گے۔

اور یوں یہ بھی دوسرے مقام پر خیر بھی ہے کہ اس سے لوگوں کے مال و اسباب' عزت و وقار اور نسب محفوظ ہو جاتے ہیں۔

واللہ ولی التوفیق

آٹھویں فصل:

اس عقیدے سے حاصل ہونے والے ثمرات وفوائد

یہ عظیم المرتبت عقیدہ جو اپنے دامن میں ان اعلیٰ اصولوں کو سمیٹے ہوئے ہے' اپنے معتقد کو بہت ہی بلند پایہ ثمرات وفوائد سے سرفراز کرتا ہے۔

اللہ پر ایمان کے فوائد

اللہ تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات پر ایمان لانے سے بندہ اللہ کی محبت وتعظیم کے جذبات سے سرشار ہوجاتا ہے جس کے باعث وہ اوامر الٰہی پر عمل پیرا ہوتا ہے اور منہیات سے اجتناب کرتا ہے۔ احکامات الٰہیہ پر عمل اور نواہی سے احتراز' یہ دو ایسے اصول ہیں جو فرد اور معاشرہ کیلئے سعادت دارین کے حصول کا موجب ہیں فرمان الٰہی ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ ﴾ [النحل:۹۷]

,, جو کوئی مرد یا عورت نیک کام کریگا، درانحالیکہ وہ مومن ہوگا، تو اسے ہم پاکیزہ اور عمدہ زندگی عطا کریں گے, اور ان کے اعمال سے زیادہ اچھا بدلہ انہیں دیں گے،،۔

فرشتوں پر ایمان کے فوائد

فائدہ نمبر 1: فرشتوں پر ایمان لانے سے ان کے خالق کی عظمت' طاقت وغلبہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر 2: اللہ تعالیٰ کا اس کی اس خصوصی عنایت پر شکریہ ادا کرنا کہ اس نے اپنے بندوں پر ان فرشتوں کو متعین فرما رکھا ہے جو ان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ان کے اعمال کو بھی قلمبند کرتے ہیں' علاوہ ازیں ان کے ذمہ مزید متعدد مصالح بھی ہیں۔

فائدہ نمبر 3: فرشتوں کے ساتھ محبت والفت کا جذبہ پایا جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت علی وجہ الاتم کرتے ہیں اور اہل ایمان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

کتابوں پر ایمان کے فوائد

فائدہ نمبر 1: باری تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے ساتھ خاص مہربانی کا علم ہونا کہ اس ذات رحیم نے ہر قوم کی رہنمائی کے لیے انہیں ایک کتاب

عنایت فرمائی۔

فائدہ نمبر 2: حکمت الٰہیہ کا مظہر کہ اللہ تعالیٰ نے کتابوں میں ہر امت کی ضرورت کے مطابق شریعت نازل فرمائی اور ان کے آخر میں قرآن حکیم ہے جو قیامت تک کے لئے ہر زمان و مکان میں تمام مخلوق کیلئے سراسر رہنمائی ہے۔

فائدہ نمبر 3: ان کتب کے نازل فرمانے پر بارگاہ الٰہی کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے۔

رسولوں پر ایمان لانے کے ثمرات

فائدہ نمبر 1: اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق کی ہدایت و راہنمائی کی خاطر انبیاء کرام کا سلسلہ شروع فرمانا جو ان کے ساتھ گہری محبت و عنایت کا مظہر ہے

فائدہ نمبر 2: اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اس مذکورہ نعمت عظمیٰ پر اظہار تشکر۔

فائدہ نمبر 3: انبیاء کرام کی محبت و توقیر اور ان کی لائق مرتبت مدح و ستائش کا ہونا کیونکہ وہ اس کے رسول اور خلاصۃ الخلائق ہیں جنہوں نے اس کا حق بندگی ادا کرنے کے ساتھ ساتھ تبلیغ رسالت، اس کے بندوں کی خیر خواہی اور اس راہ میں پیش آنے والے مصائب کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا

قیامت کے دن پر ایمان کے فوائد

فائدہ نمبر 1: اس روز کے حصول ثواب کے اشتیاق میں اطاعت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اسی روز کے عذاب سے ڈرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کا موجب ہے۔

فائدہ نمبر 2: اس مومن کیلئے جو دنیا کی نعمتوں اور سامان کو حاصل کر کے فائدہ نہ اٹھا سکا اس کیلئے آخرت کی نعمتیں اور اجر و ثواب کا حاصل ہونا باعث تسلی اور امید افزا ہے۔

تقدیر پر ایمان لانے کے فوائد

فائدہ نمبر 1: اسباب کو بروئے کار لاتے ہوئے بھروسہ و اعتماد صرف اللہ کی ذات پر کرنا کہ سبب اور نتیجہ دونوں اللہ رب العزت کی قضا و قدر پر موقوف ہیں۔

فائدہ نمبر 2: راحت نفس اور اطمینان قلب کا ہونا کیونکہ جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سب کچھ قضاء و قدر کا نتیجہ ہے اور امر مکروہ بھی لامحالہ ہو کر ہی رہے گا تو کچھ راحت نفسی محسوس ہوتی ہے اور دل قضائے الٰہی پر رضامند ہو کر مطمئن ہو جاتا ہے تو جو کوئی بھی تقدیر الٰہی پر ایمان رکھتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کو بھی اطمینان قلب، راحت نفسی اور پرسکون زندگی میسر نہیں آسکتی۔

فائدہ نمبر 3: انسان مطلوب حاصل ہونے پر اپنے متعلق کسی قسم کی خوش فہمی کا شکار نہیں ہوتا، اس لئے کہ نعمت کا حصول اسی ذات باری تعالیٰ کی جانب سے ہے کیونکہ اسی نے اسباب خیر پیدا کیے ہیں اور اسی کی جانب سے تقدیر میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، پس وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار

ہوتا ہے اور خوش فہمی کو ترک کر دیتا ہے۔

فائدہ نمبر 4: مقصود کے فوت ہونے پر یا کسی ناپسندیدہ چیز کے وقوع پذیر ہونے پر بے چینی واضطراب سے نجات پانا کیونکہ وہ اس ذات کا فیصلہ ہے جو بادشاہ ارض وسماء ہے اور وہ لامحالہ ہو کر رہتا ہے تو مومن اس پر صبر کرتے ہوئے اجر وثواب کے حصول کی امید رکھتا ہے جس کی طرف مندرجہ ذیل فرمان اشارہ کرتا ہے:

﴿ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (22) لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴾[**الحديد: ٢٢-٢٣**]

,, کوئی مصیبت زمین پر یا تمہاری جانوں پر نہیں آتی مگر قبل اس سے ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک (خاص) کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے یہ کام اللہ تعالیٰ کیلئے آسان ہے۔ تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہی اس پر رنجیدہ نہ ہوا کرو اور نہ اس کی عطا کردہ چیز پر اترایا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں فرماتا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں اس عقیدہ پر ثابت ثابت قدم رکھے' اور اس کے فوائد وثمرات سے بہرہ مند فرمائے اور مزید اپنے فضل وکرم سے نوازتا رہے اور ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو ہر قسم کی کج روی سے محفوظ وماموں فرمائے۔ اور اپنی رحمت سے فیض یاب فرمائے کیونکہ اس کی عنایت بڑی بے پایاں ہے۔

والحمدلله رب العالمین وصلی الله تعالیٰ علیٰ نبیّنا محمد و علی آله واصحابه والتابعین لهم باحسان .

محمد بن صالح العثیمین

عقيدة أهل السنة والجماعة

(باللغة الأردية)

تأليف

فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين رحمه الله

مراجعة

شفيق الرحمٰن ضياء الله المدني

الناشر

المكتب التعاوني للدعوة وتوعية الجاليات بالربوة

الرياض۔ المملكة العربية السعودية